سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

ہر چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد

مورخہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام - مطابق ۱۸ جون ۱۹۰۶ء

نمبر

سارے جہاں سے اچھا دارالامان ہمارا | ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دوسری قدرت

برادران - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

یہ تحریک (خلیفہ مسیح موعود) حضرت مولوی نورالدین صاحب کے حکم سے کی جاتی ہے - آپ نے ارشاد فرمایا ہے - کہ ہر ایک جگہ جماعت کو الوصیۃ کے ذیل کے فقرات کی طرف توجہ دلائی جاوے -

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے - کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے - تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے - سو اب ممکن نہیں ہے - کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے - اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو - اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں - کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے - کیونکہ وہ دائمی ہے - جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا - اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی - جب تک میں نہ جاؤں - لیکن میں جب جاؤں گا - تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی -

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا - اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے - جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے

سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو - اور چاہئے - کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں - تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو"

اس عبارت کے آخری الفاظ جن کو جلی قلم سے لکھا ہے - جماعت کے خاص توجہ کے قابل ہیں - ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو ضروری قرار دیا ہے - بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے اس منشاء کو ظاہر فرمایا ہے - کہ دوسری قدرت کے نزول کے لئے ہر ایک جگہ میں احباب اکٹھے ہو کر دعائیں کریں - اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت مولوی صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے - کہ جہاں ہمارے دوست ہیں - وہ ہر روز یا جس طرح ممکن ہو - ایک دفعہ اکٹھے مل کر نماز میں یا نماز سے باہر اس موعود قدرت ثانی کے نزول کے لئے دعائیں کریں بلکہ ایسے مقامات میں بھی جہاں کوئی دوست تنہا ہوں - اُنہیں یہ کوشش کرنی چاہئے - کہ کسی دوسرے دوست کے ساتھ جو قریب ہو مل کر دعائیں کریں - اکٹھے ہو کر دعا کرنا منشائے الٰہی کے ماتحت خصوصیت سے حضرت اقدس نے لازمی قرار دیا ہے - اور اس حکم کی تعمیل سب احباب پر فرض ہے -

محمد علی از قادیان

ہمارے ہم عصر

مفصلہ ذیل عنوان کی ماتحت ہم ان راؤن کو لکھیں گے جو سیدی و مولائی حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیہ والثنا کی رحلت فرمائی پر ہمارے ہمعصرون نے ظاہر فرمائی ہیں۔ تا کہ لوگ دیکھیں۔ کہ باوجود اس قدر سخت مخالفت و عناد کے تمام اہل الرائے نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ آپکا مبارک وجود ایک خاص وجود تھا اور آپمیں ایسی ایسی قابلیتیں تھیں۔ جو معمولی لوگون میں نہیں پائی جاتیں اور آپ کی زندگی نہایت مقدس و مطہر تھی پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپکے دل میں اسلام کا ایک خاص درد تھا اور آپ کی عمر اسی اسلام کی اشاعت میں صرف ہوئی اور آپ کی کوششیں اسلام کے دشمنوں کے خلاف بار آور ہوئیں اور آپنے ایسے ایسے محکم اصولوں سے اپنے خصم چت کیا کہ وہ بالکل خاموش رہ گئے اور آپ کامیابی کے ساتھ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ اخبار وکیل لکھتا ہے:-

موت عالم

وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جسکی نظر فتنہ اور جسکی آواز حشر تھی۔ جسکی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جسکی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت۔ جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہان کی۔ ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کے رہیگی اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جاگتی جان کے ساتھ جن آرزوؤن اور تمناؤن کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتون اس کی یادگار تازہ رکھیگی۔

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کو لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو۔ ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا کے کسی حصہ میں انقلاب کر کے دکھا جاتے ہیں۔ میرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ اور اگر شوربختی مزاحم صلح و احسان نہ ہو تو کچھ ہی کے ساتھ مشترک دشمن کی داخلی شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ

میرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعات عہد سے ایک بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر۔ ان ایک شاہد رعنا کے پیمان وفا پر قربان کر دئیے۔ سرسید احمد، غلام احمد، رحمت اللہ، آل حسن، وزیر علی اور ابو المنصور یہ السابقون الاولون کے زمرہ کے لوگ تھے جنہوں نے باب مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروف سعی رہے اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کے ساتھ ان کے کارنامہ خدمات بھی جداگانہ تھے۔ اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے انکے درجے بھی الگ الگ ہیں تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفیں سب سے پہلے انہی حضرات نے برہم کیں۔

میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اسلئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کیطرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اوسکی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گرمی کے لئے ٹوٹ پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا چونکہ خلاف اصلیت بعض شامت اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نفس ناطقہ مسلمان قرار دئے گئے تھے اسلئے مسیحی آبادیوں اور خاص کر انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پولیٹکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا اور اس سے پادریوں نے صلیبی لڑائیوں کے داعیان راہ فساد سے کم فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی جذبے ان حضرات کے میراثی عارضہ قلب کا جو اسلام کی خود رو سرسبزی کے سبب بارہ تیرہ سو برس سے ان میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا چلا آتا تھا درمان ہو جائے کہ مسلمانوں کیطرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اوس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اوسکی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔

کچھ شبہ نہیں ان حضرات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنے حریفوں کا خواہ ان کے ساتھ زندہ قوموں کا پولیٹکل جذبہ بھی شریک ہو۔ ہمیشہ سے فتح نصیب مقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کے آخری سانس تک رہیگا۔ اونہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا اور اگر آج ہم اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایۃ المقصود قرار دے لیں تو یقیناً اوس جوش کے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنیوالے لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی میں جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سال کی جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کیلئے دلی کی مسجد عظمیٰ کے تھیوڈرل بنانے

---

[1] خدا کا مامور اپنے ساتھ بہت سے برکات اور نہر انعامات تشنگان تو کی دل سے نکلی ہوئی دعائیں ... گیا ہے۔ (بدر)

[2] موت تو زہر کا پیالہ مخالفین کیلئے ہے خدا کے برگزیدہ بندوں کیلئے جام وصال ہے اور وہ اس دار المحن سے دار النعیم میں انتقال کرتے ہیں۔ (بدر)

جانیکا ادعا ئے نارو اظاہر کیا تھا۔ وہ وقت آجائے۔ کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجہ کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادتگاہ بناوین اور ناقوس کلیسا ر کے بدلے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ کا نعرۂ قدسی فضا مین گونجنے لگے۔

ہر چند پادریون نے اسلام کی مخالفت مین لٹریچر کا ہمالہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے مگر کاغذ کے تو دون کیلئے صرف چند شرارے کافی ہین۔ برعکس اس کے مسلمانون کا لٹریچر اگر سرکشی اور تمرد کے حق مین توپ گولہ ہے تو طلب حق کے اضطراب سے تڑپنے والے دلون کے لئے صندل و کافور کاش اس کی تاثیر کی آزمائش کی جائے اور اسے عیسائی آبادی کی زبانون مین منتقل کر کے کثرت سے شائع کیا جائے کیونکہ ترقی علم و حکمت کے ساتھ مذہب وہان وبال دوش ہوا جاتا ہے اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہان روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے اسلئے کہ عیسائیت اس فطری جذبہ کو جو دنیوی حشمت کے بوجھ مین دب گیا ہے ابھارنے سے بالکل قاصر ہے۔ یہ فخر اسلام ہی کا حصہ ہے کہ اس حالت مین بھی وہان جب کبھی اوس کی تجلی عکس فگن ہوتی ہے وجدان بیتاب ہونے لگتے ہین۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلون کو گرانبار بار احسان رکھے گی کہ اونہون نے قلمی جہاد کرنیوالون کی پہلی صف مین شامل ہو کر اسلام کیطرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانونکی رگون مین زندہ خون رہے اور حمائیت اسلام کا جذبہ اونکے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیان توڑنے مین مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب اس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی بغلی کی نوحہ خوانی جا بجا آغاز کی تھی اون کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ رکھا جب وہ اجمیر مین آگ کے حوالہ کر دئے گئے۔ اس وقت سے آخر عمر تک مرزا صاحب برابر آریہ سماج کے چہرہ سے انیسوین صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے مین مصروف رہے۔ اونکی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریرون سے اس دعوی پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے۔ ناممکن ہے کہ یہ تحریرین نظر انداز کی جاسکین۔

فطری ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب مین ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر اونکی نظر نہائت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہائت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یاملکہ ان مین پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مخاطب کسی قابلیت کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر مین پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہان موجود ہین اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہین۔ اسکی نظیر غالباً دنیا مین کسی جگہ نہین ملسکتی مرزا صاحب کا دعوی تھا۔ کہ مین ان سب کے لئے حکم و عدل ہون لیکن اس مین کلام نہین کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایان کر دینے کی اُن مین بہت مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی۔ اون کی فطری استعداد کا ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہین ہے۔ کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا مین اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلی خواہشین محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ مین صرف کر دے۔

لہ ہم کہتے ہین روح القدس کی تائید اور موہبت و فیضان الہی نے۔ ٹہ مین کہتا ہون کہ یہ ثبوت تہا اونکی نبوت کا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام
کی
یادگار

اس عنوان کو پڑھکر شائد ہمارے بھائیون کو حیرت ہو۔ کیونکہ ایک عظیم الشان انسان جس کے ذریعہ خدا تعالے نے اپنے نام کو دنیا مین چمکایا۔ اور جس کے معجزات اور خارق عادت نشانون نے مذہب کو جو محض قصہ کہانی ہو گیا تھا۔ از سر نو زندہ کیا۔ اور جو اس وقت دنیا مین ایمان کو واپس لایا جبکہ ایمان ثریا پر جاچکا تھا جس نے تمام مخالفین پر اتمام حجت کر کے اسلام کی صداقت کو دنیا مین آفتاب کیطرح روشن کیا۔ اس کی یادگار ہم فانی انسان کیا قائم کر سکتے ہین۔ خود خدا تعالے نے اس کے نام کو صفحۂ دنیا پر اس طرح نقش کیا ہے۔ کہ وہ کبھی مٹ نہین سکتا اسلام کی جو خدمتین اوس نے کی ہین اور ابطال باطل مین جو آج تک کوششین کی ہین۔ وہ قیامت تک اس کی یادگار ہین۔ پھر یہ سلسلہ جس کے لئے قیامت تک یہ وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یہ خود اپنے بانی علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔ پھر اس سلسلہ کی تمام انجمنین جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قائم کی گئی ہین۔ وہ بھی اسی کی یادگار ہین۔ لیکن ایک بڑی بھاری ضرورت ابھی باقی ہے جسکی طرف خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی توجہ بھی آخری ایام مین بہت تھی۔ اور پھر اس وقت اللہ تعالے نے اس مسیح کے خلیفہ کے دل مین بھی یہی بات ڈالی ہے جسکے لئے ہم اب حضرت مولویصاحب کے ارشاد سے بذریعہ عریضہ ہذا اپنے سب بھائیون اور سب احمدی انجمنونکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔

جس ضرورت کا ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے واعظین اور مبلغین کا تیار کرنا اور تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے انہین دنیا کے مختلف حصون مین بھیجنا چونکہ یہ زمانہ ایک علمی زمانہ ہے اسلئے ضروری ہے کہ ایک مبلغ یا واعظ سارے ہتھیار اپنے ساتھ رکھتا ہو جن سے وہ دشمنون کے ہر قسم کے حملون کا دفعیہ کر سکے اور اسلام کی صداقت کو روشن دلائل کے ساتھ دوسرے لوگون کے سامنے پیش کر سکے۔ یہ کام ایک اتنا بڑا اور ایسا اہم کام ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے یا یون کہو کہ اس کو ایک اعلیٰ پیمانہ تک پہونچانے کیلئے ہزارون نہین لاکھون بلکہ کروڑون آدمیون کی متفقہ کوشش بکار ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اصل کام تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہی تھا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالے نے آپ کے بارے مین کیا تھا۔ کہ لیظھرہ علے الدین کلہ ضرور ہے کہ اب وہ آپکے پیروون اور مخلصین کی کوششون سے پیدا ہو۔ اسلئے اس تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کو نہ صرف جاری رکھنا بلکہ اس کی توسیع کرنا ہمارا کام ہے۔ سب سے پہلے ہمین یہ ضرورت ہے کہ تبلیغ کے کام کے لئے قابل آدمی پیدا ہون یہ ایک دن کا کام نہین۔ مگر اس مین بھی شک نہین۔ کہ اس کام مین ایک دن کا توقف بھی نہین ہونا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح موعودؑ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت موعود
مہدی کی یادگار میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا
جاوے جس میں واعظین اور مبلغین تیار کئے جاویں
جن دنوں میں حضرت اقدسؑ نے رسالہ الوصیت شائع
فرمایا تھا اور خدا کی طرف سے خبر پاکر یہ اعلان کیا تھا کہ
وہ اجل جو خدا نے ابتدا سے آپ کے لئے مقرر کر
رکھی تھی اس کا وقت بہت قریب آگیا ہے اس وقت
بھی آپ کے ارشاد کے مطابق ایک مدرسہ دینیہ
قائم کیا گیا تھا مگر کئی وجوہات کے سبب جن میں شاید
سب سے بڑی وجہ فنڈ کی کمی تھی۔ وہ مدرسہ ابتک ناقص
حالت میں رہا ہے اگرچہ دو تین سال کے عرصہ میں
ہم یہ امید بھی نہ رکھ سکتے تھے۔ کہ وہ اپنے کمال کو
پہنچ کر [illegible] اور مبلغ اور واعظ اس سے نکلکر
دنیا میں کام کرنے لگیں مگر یہ سچی بات ہے کہ جس
قدر ترقی اس عرصہ میں اس مدرسہ کو کرنی چاہیئے
تھی اس قدر ترقی ہی نہیں کر سکا۔ دینی مدرسہ کو
اعلیٰ پیمانہ پر چلانے کے لئے ضرورت ہے
اول [illegible] مکان کی پھر ایک بڑی لائبریری کی۔ پھر ایک
اعلیٰ درجہ کے سٹاف کی پھر کافی تعداد وظائف کی
جس سے ایک خاصی تعداد طلبار کی تعلیم پا سکے
کیونکہ جب تک پڑھنے والوں کی تعداد بہت نہ ہو
اس وقت تک لائق آدمیوں کے نکلنے کی امید
نہیں ہو سکتی۔ لائبریری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح
موعود نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اپنی کتابوں کا بڑا ذخیرہ
کل ہی دیدینگے۔ انجمن تشحیذ الاذہان بھی اپنی لائبریری
کو دینے کا وعدہ کرتی ہے کہ قابل سے قابل آدمی جو
اس جماعت میں مل سکتے ہیں انکو اس سب سے اہم کام پر
لگایا جاوے۔ لیکن اوس کے لئے اور وظائف کے
لئے ایک ماہوار مستقل خرچ کی ضرورت ہے۔ جو آہستہ آہستہ
موجودہ ہائی سکول کے خرچ کے برابر پہونچ رہیگا۔
بلکہ اگر اس کو کالج کے درجہ پر پہونچایا جاوے اور مختلف
زبانوں کے سکھانے کا انتظام کیا جاوے تو کسی
صورت میں کالج کے خرچ سے کم خرچ [illegible]
مگر سر دست کام شروع کرنے کے لئے قریباً [illegible]
ماہوار تک پہونچ جاوے گا۔ اور دوسری طرف
اس کی عمارت کے لئے روپیہ بیکار رہو گا۔ یہ بھی خیال
کیا گیا ہے کہ اگر کافی سرمایہ جمع کر کے اس کام کو شروع
کیا جائے تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو جائے
کہ سرمایہ تجارت میں لگا کر اس کی آمدنی سے یہ مدرسہ چلایا جاوے
بہرحال یہ وہ تجاویز ہیں جو اب ہم حضرت مولوی صاحب کے ارشاد
سے قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں اگر کسی دل میں
یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بڑے بھاری اخراجات ہیں اور
موجودہ اخراجات کے ہوتے ہوئے قوم ان اخراجات
کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے گی۔ تو یہ ایک کمزوری کا
خیال ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ یہ کام ہو۔
اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ نصرت
ایزدی اس وقت اشاعت اور تبلیغ اسلام کا موید ہے
اور کام ہو کر رہیں گے تو پھر اس قدر روپیہ کا فراہم ہونا کچھ
مشکل امر نہیں۔ خدا چاہے تو ایک ہی اپنے بندے
سے وہ یہ سارا کام کرا سکتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی
ضروری ہوگا۔ کہ وسائل آمدنی کو دیکھ کر اخراجات کو بڑھایا
جاوے۔ بہرحال یہ دینی مدرسہ جسمیں قرآن کریم اور
سنت کی تعلیم اعلےٰ پیمانہ پر دی جاے گی۔ اور اسی
نئے علم کلام کے مطابق جس کے اصول حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں۔ اصول
باطلہ کی تردید سے طلبا کو آگاہ کیا جاوے گا۔ اور
اصول اسلام کی تعلیم اون کو دی جاوے گی یہ مدرسہ جو
خدا نے چاہا تو دنیا میں اسلام کی اشاعت کا ایک
بڑا بھاری ذریعہ ہوگا۔ آنجناب کی ایک یادگار رہو گی۔
اس کے لئے ہم بذریعہ عریضہ ہذا سب احباب کی
خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ یکمشت اور مستقل
چندے حسب استطاعت دیں اور انہیں اپنی متفقہ
کوششوں سے اس تجویز کو کامیاب بنانے کی
کوشش کریں۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

اس وقت ایک اور تجویز بھی حضرت مسیح موعودؑ کی
یادگار کے لئے کی گئی ہے۔ جو سیالکوٹ سے ہمارے
مکرم بھائی ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے نے پیش کی ہے
اور وہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں کی طرف سے جو اس
قدر استطاعت رکھتی ہیں کالجوں میں پڑھنے والے
طلبار کو وظائف دئے جاویں اس تجویز کو بھی
حضرت خلیفۃ المسیح موعود پسند فرماتے ہیں۔ اور
فرماتے ہیں کہ جو احباب پسند کریں [illegible]
شامل ہو جاویں۔

آخر میں میری یہ التماس ہے سب احباب کی خدمت [illegible]
میں ہے کہ وہ مخالفین کو پیٹ بھر کر ہنسی اور استہزا کرنے
دیں اور اپنے کام میں جو نصرت دین اور اشاعت اسلام
کا کام ہے لگے رہیں۔ ہر ایک شخص جو کرتا ہے اسی کا بدلہ
پائیگا۔ اور یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ سے یونہی چلا آتا ہے
کہ ایک گروہ کو خدا اپنے کام کے لئے اور اپنے نام کے
چمکانے کے لئے اٹھا کر کھڑا کرتا ہے اور ایک دوسرا گروہ
اس کے مقابل ہنسی اور استہزا کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا
ہے مگر خدا کا وعدہ ہی سچا ہوتا ہے۔

ان جندنا لھم الغالبون

والسلام

محمد علی۔ محمود احمد۔ محمد علی خان۔ رشید الدین

دردِ دل

لغو ترین میلان طبع بیہودہ ترین اشیاء ارذل ترین مخلوق دیکھنے کے لئے

ہمیں کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہی قادیان والا
قدموں کا میلا کافی ہے۔

یہ وہ رات ہے جسمیں قوم کے عادات و اخلاق حالات
و مذاق کا مجسمہ اپنی کریہ منظر و دل سوز صورت کے ساتھ ظاہر ہو
کر قادیان میں مہتاب صداقت کے طلوع کی ضرورت کو
بتاتا ہے۔ آوارہ گردان بادیہ ضلالت کو گرمی کی چھوٹی سی
رات اس ناپاکی اور بدفطرتی اور خباثت کے اظہار کیلئے
کافی معلوم نہیں ہوتی جسمیں انسان بہت کچھ توشۂ آخرت
جمع کر سکتا ہے اس سیاہ رات میں ناچ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ
اضطرابی حرکات ہیں جو خباثت کے عمیق سمندر اس میں گرنے
والے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں یہ راگ نہیں۔
بلکہ ایک ژرف نگاہ کی فلسفیانہ نظر میں عروس شرافت کے
جنازہ پر ماتم کی شیون زا آہ و بکا ہے۔ پر خدا کا شکر ہے
کہ یہاں ایک قوم ہے جو ان میں رہکر ان سے الگ ہے (اکمل)

پیام صلح

۲۱۔ جون بروز اتوار ۷ بجے صبح یونیورسٹی ہال میں سیدنا المسیح علیہ السلام کی آخری تحریر پیغام صلح پڑھی جائیگی۔

بسلامت روی و باز آئی

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلبۃ العلم سمر وکیشن ہولیڈیز

پر ایک ماہ کیلئے اپنے گھروں میں جاتے ہیں ایک جلسہ کیا گیا
جسمیں حضرت مولوی نورالدین صاحب نے انکو نصیحت فرمائی
کہ [illegible] اور کوششوں کے پھلوں کے دیکھنے کا وقت
ہے [illegible] اپنی بڑائی کیلئے کوئی حرکات نہ ہوگا یہ نہیں
چاہیئے کہ ایک نمونہ دکھائیں اور [illegible] کے اعتراضوں کا بڑی

ڈاکٹر مرتد اور اسکی نبوت

کے متعلق ذیل کا مضمون ہمارے پرجوش مخلص دوست منشی احمد دین صاحب اپیل نویس نے گوجرانوالہ سے بھیجا ہے۔ اس میں منشی صاحب موصوف نے ڈاکٹر مرتد کو جھوٹا ثابت کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تمام الہامات جو اس نے اپنی طرف سے شائع کئے ہیں اوس کے خود تراشیدہ اور افترا ہیں۔ اگرچہ اون الہامات کی بے ہودگی اور جو شبہے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جو منشی صاحب نے خیال کیا ہے۔ مگر ہماری رائے میں ڈاکٹر مرتد کے الہام خود تراشیدہ نہیں ہاں شیطانی اور حدیث النفس ہیں۔ مرتد کے خطوط اور رسالوں اور اخباری مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق کی عداوت کے سبب وہ کچھ مجنون سا ہو گیا ہے اور اس کے دل و دماغ میں جوش اور تکبر اس قدر بھر گیا ہے۔ کہ اپنے ہی گندے خیالات اس کی زبان پر الہام بن کر جاری ہو جاتے ہیں اور شیطانی امداد کے ساتھ شامل ہونے سے وہ سوچتا و الکتا کچھ ... اسے لگتا ہے جس کو وہ وحی الٰہی یقین کر لیتا ہے ... سے احمد سادات کہہ کے الفاظ اکو مرتبہ ... اسے اچھا ذلیل کیا مگر اوس کی قسمت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ وہ سمجھ جائے۔ کاش کہ وہ اب بھی اپنی غلطی کو پہچانے اور توبہ کرے اور بچ جائے

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عبد الحکیم کے اعلان کا بطلان

امام ہمام مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

عبد الحکیم جو بیس سال حضرت اقدس ممدوح الصفات کا مرید رہا۔ سنہ ۔۔ء میں مرتد ہوا۔ اور جماعت سے خارج کیا گیا وہ ایک رسالہ اعلان حق لکھ کر حضرت اقدس کو اپنی پیشگوئیوں کا نشانہ ظاہر کرتا ہے۔

عبد الحکیم نے ایام ارادت میں تفسیر القرآن لکھی اور جا بجا حضرت اقدس کی تائید اور اون کے دعاوی کی تصدیق قرآن شریف کی صدہا آیات سے کی۔ پھر اس نے ایام ارتداد میں چند رسالے حضرت اقدس ع کے خلاف لکھے۔ اور اون کو دجال اور ضال بنایا اور اپنے آپ کو مسیح اور کیا کیا ظاہر کیا ہے۔ عبد الحکیم کے بیست سالہ ارادت اور ارادتمندانہ تصانیف اور ہر ایک امر میں علم الیقین اور حق الیقین اور عین الیقین اور ایسے ہی دو سالہ ارتداد و مرتدانہ تصانیف اور ہر ایک امر میں تمام مراتب الیقین یہ ایک ایسا حیرت انگیز اور خطرناک نظارہ ہے کہ اس کے تفصیل بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

عبد الحکیم نے بیست سالہ ارادت اور دو سالہ ارتداد کے ... کے ... جو ابتدا ارتداد کے رسالوں میں لکھے ہیں وہ اور بھی حیرت انگیز اور خطرناک ہیں لیکن اس وقت مجھے اون تمام باتوں سے الگ ہو کر عبد الحکیم کی صرف اون پیشگوئیوں کے متعلق کچھ لکھنا ہے۔ جن کا تسکار وہ حضرت اقدس کو ظاہر کرتا ہے۔

عبد الحکیم نے اپنے ... کوارٹر پٹیالہ کے چند احمدی دوستوں میں لیکچر دئے سامعین نے اس کی بعض باتوں پر نکتہ چینی کی۔ ابتداءً تو بات معمولی تھی اور قابل اصلاح تھی لیکن لیکچرار کو اپنی قرآن دانی اور عہدہ داری کا غرور اور سامعین کی ویسی حالت ہونے کا خیال تھا کہ لیکچرار اور سامعین کے فیمابین تکرار ہوا۔ نوبت بایں جا رسید۔ کہ لیکچرار (عبد الحکیم) نے امام ہمام کی خدمت میں خط و کتابت کی اور اپنے وہ خیالات جو تکرار و ضد کی وجہ سے عبد الحکیم میں مستحکم و محکم ہو گئے تھے۔ لکھے۔ اور ان کے ارشاد و اصلاح پر بھی اوس کو ان سے رجوع کرنا مشکل ہو گیا۔ اسلئے مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں عبد الحکیم جماعت سے خارج کیا گیا۔

عبد الحکیم نے الذکر الحکیم نمبر ۴ مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں خط و کتابت مذکورہ بالا شائع کی ہے اور اس کے پڑھنے سے مذکورہ بالا واقعات ثابت ہیں۔ پٹیالہ کے احمدیوں کا اعتراض صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم اپنے لیکچروں میں رسول کی عظمت اور اطاعت کا مطلق ذکر نہیں کرتے جنکو ذریعہ سے خدا اور خدا کے احکام اور خدا کا منشا معلوم ہوتا ہے۔ عبد الحکیم نے بڑھتے بڑھتے رسول کی عظمت کو مطلقاً غیر ضروری قرار دیا اور جب امام ہمام مسیح موعود نے اس کو اسی جرم میں جماعت سے خارج کر دیا تو وہ خود مسیح بن بیٹھا۔ اور مسیح کو دجال اور ضال قرار دیا۔

اس خط و کتابت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد الحکیم نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند ایک تجاویز بھی لکھی تھیں کہ احمدی جماعت کو یہ کرنا چاہیئے اور وہ کرنا چاہیئے۔ ایسا ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو پہلے اس فاسد عقیدہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کیا۔ جو رسول کی عظمت اور اطاعت کے منافی تھا۔ اور جس کو اوس نے نہ چھوڑا۔

عبد الحکیم نے مرتد ہو کر مسیح موعود کے برخلاف اور بھی چند رسالے لکھے اور جا بجا مخالفت کے لیکچر دئے اور اس قدر دریدہ دہنی اور بدزبانی سے کام لیا کہ اعادہ آن ناکردنی است۔ اوس نے مرزا صاحب کو ابتدا ہی سے خطاکار اور کچھ کا کچھ ظاہر کیا۔

پٹیالہ کے احمدی عبد الحکیم کے لیکچروں پر نکتہ چینی نہ کرتے یا حضرت اقدس اوس کی تجاویز کو مان لیتے۔ تو وہ اپنے مسیح ہونے کا یا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر معترض اور دریدہ دہن ہونے کا ناپاک ملبہ اور نجس مواد اپنے اندر مخفی رکھتا لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت اسی طرح تھی۔ جسطرح کہ ظہور میں آیا۔ عبد الحکیم کے تفسیر القرآن نے عبد الحکیم کو اس امر پر برانگیختہ کیا کہ تم مسیح موعود اور مامور من اللہ کے مشیر بننے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ پس سچ ہے تکبر بُری بلا ہے۔

عبد الحکیم نے ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک الہام شائع کیا کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر فوت ہو جائیں گے اور اس کی عبارت یہ ہے۔

"مرزا مسرف ہے۔ کذاب ہے اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اس کی میعاد تین سال تبلائی گئی" آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ الہام کی عبارۃ نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات اس الزام سے بری اور پاک ہے کہ وہ سچے مسیح کو دجال اور ضال کا بیس سال تک مرید بنائے اور سچے مسیح کو بیس سال نہ موکا مین رکھے۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔ سہ سالہ میعاد کا الہام الہام نہیں تھا محض ایک ڈھکوسلا اور دھمکی تھی۔ جو خود حضرت اقدس امام ہمام کے پاک اور سچے الہامات سے بنایا گیا تھا۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں حضرت اقدس نے رسالہ الوصیۃ لکھا جسمیں متواتر اور کثیر الہامات اس امر کے شائع کئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیری عمر اب تھوڑے دن رہ گئی ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب نے اپنی وفات کے قریب ہونے کا الہام شائع کیا۔ تو عبد الحکیم کو بھی یہ سوجھی۔ کہ وہ آپ کی وفات کا الہام شائع کرے۔ چنانچہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو اس نے ایسا کیا۔

پھر معلوم ہوتا ہے کہ الذکر الحکیم نمبر ۶ کے لکھتے ہوئے عبدالحکیم کو خیال آیا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ سہ سالہ الہام پورا نہ ہوا تو اس نے پیشبندی کے طور پر فتح محمد خان کے نام پر ایک مضمون لکھا۔ کہ سہ سالہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے اس طرح پر کہ حضرت مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب سے ڈرے اور بعض عقائد سے رجوع کیا۔ الذکر الحکیم نمبر ۶ صفحہ ۵۶ تا ۶۸۔ پھر جولائی ۱۹۰۷ء میں جب اوس نے وائم المریض مرزا صاحب کی علالت زیادہ سُنی تو ایک اور الہام شائع کیا۔ جو بالفاظ حسب ذیل ہے۔

"مرزا آج سے چودہ ۱۴ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاویگا"

پھر جب اس کو معلوم ہوا کہ اپریل ۱۹۰۸ء کے اخیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اور اپنے اہل کے معالجہ کے لئے ایک ماہ کے واسطے لاہور تشریف لائے ہیں۔ اور نیز اوس کو معلوم ہوا۔ کہ لاہور پہنچنے کے چند روز بعد میں احمدیوں کا یہ حال ہے۔ کہ مرزا صاحب دو ایک ماہ اور یہی قیام فرماوینگے اور نیز لاہور میں مکان بنوانے کا بھی خیال ہے۔ تو اوس نے خیال کیا۔ کہ لاہور جیسے شہر میں جہاں [illegible] مرزا صاحب آئے۔ اور لوگوں نے طرح طرح کے سب و شتم کی جرأت کی [illegible] کے واسطے مرزا صاحب کا آنا ناممکن ہے [illegible] علیل ہوں گے۔ پھر اوس نے خیال کیا۔ کہ [illegible] میں زیادہ قیام پذیر رہے۔ تو اون [illegible] بھی زیادہ استحکام ہو جاویگا۔ [illegible] مدت قیام کے قریب قریب [illegible] کہ مرزا ۲۱ ساون کو مرض مہلک میں [illegible] جاوے گا۔ اور اس سے اس کا مقصود [illegible] لاہور میں زیادہ قیام نہ رکھیں۔ یہ الہام [illegible] نے پیسہ اخبار کو بھیجا۔ [illegible] پرچہ میں شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ [illegible] عبدالحکیم کے منصوبے مخفی نہیں تھے اور اون کو اپنے اون الہامات کا پورا کرنا جو اس نے اپنے مسیح کو بتلائے ہوئے تھے۔ بھول نہیں گیا تھا۔ اوس نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو جبکہ مسیح موعود اپنے مخالف عبدالحکیم کی چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اندر ہی تھے۔ فرمایا جس کا مطلب مسیح نے اس طرح لکھا۔ کہ تیرا دشمن جو کہتا ہے۔ کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ۱۴ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں اسکو میں جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔ اب عبدالحکیم کے

تینوں الہاموں اور حضرت اقدس کے تبصرہ کا نتیجہ کیا ہوا۔

عبدالحکیم کے الہامات یہ ہیں۔

(۱) ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو تین سال کے اندر فنا ہونیکا الہام۔ جو بعد میں اوس نے خود ہی منسوخ کر دیا۔

(۲) یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو چودہ ۱۴ ماہ کے اندر ہلاک ہونیکا الہام۔ جو بعد میں اوس نے خود ہی منسوخ کر دیا۔

(۳) ۸ مئی ۱۹۰۸ء کے کارڈ میں ۲۱ ساون ۱۹۶۵ کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونیکا الہام۔ جو جھوٹا ثابت ہوا۔ بالمقابل اون کے امام ہمام حضرت اقدس کے تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں چودہ ماہ والی مخالف پیشگوئی کی نسبت یہ مضمون کہ تیرے دشمن کو جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔

نتیجہ۔ صاف ظاہر ہے کہ عبدالحکیم کا پہلا الہام اوس کے دوسرے الہام سے منسوخ اور رد ہوا اور اس کا دوسرا الہام اوسی کے تیسرے الہام سے مردود و باطل ہوا۔ اور تیسرا الہام جس میں صرف ایک دن ۲۱ ساون کا مقرر تھا۔ خود پورا نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب اوس [illegible] پہلے فوت ہو گئے۔

حضرت اقدس کا تبصرہ والا [illegible] اور حرفاً حرفاً پورا ہوا۔ کہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو [illegible] مرزا صاحب اپنے مخالف کی چودہ ۱۴ ماہ والی پیشگوئی [illegible] تبصرہ لکھا [illegible] اگر مرزا صاحب [illegible] نومبر ۱۹۰۸ء کے دن یا ۵ نومبر کے دن [illegible] تک [illegible] کہ دشمن او تجھے چودہ ماہ والی [illegible] لیکن خدا کا [illegible] تیرا دشمن جو چودہ ماہ کی پیشگوئی کرتا ہے اور جس [illegible] آج [illegible] ہے۔ اور آج کے بعد [illegible] ۱۹۰۸ء تک [illegible] میں اس مدت میں دو کام کرونگا۔ پہلا تیرے دشمن کو ہلاک کرونگا [illegible] جھوٹا کروں گا۔ کہ وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی کو واپس لے لیگا۔ یا ترمیم کرے گا۔ یا منسوخ کریگا یا مردود و باطل قرار دیگا۔ اور پھر دوسرا کام یہ کرونگا۔ کہ تیرے دشمن کے بطریق مذکور جھوٹا کر دینے تک۔ تیری عمر بڑھا دونگا یعنے اس وقت تک تجھے زندہ رکھونگا جس وقت تک تیرا دشمن چودہ ماہ والی پیشگوئی کو واپس

لے یا رد و منسوخ کر دے تاکہ دنیا کو معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ الحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ۔ کہ خدا نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو اپنے حبیب و محبوب مسیح موعود کو جتلایا تھا یعنی مسیح موعود کی عمر باوجودیکہ وہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء یوم تحریر تبصرہ کو عبدالحکیم کی چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اندر تھی۔ ۸ مئی ۱۹۰۸ء تک بڑھائی جسدن کہ عبدالحکیم نے چودہ ۱۴ ماہ والی پیشگوئی کو منسوخ کر کے ایک خاص دن ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء کا پیسہ اخبار کیطرف لکھدیا۔ اور پھر ۱۵ مئی تک بڑھائی جس دن کہ پیسہ اخبار نے وہ کارڈ عبدالحکیم کا پیسہ اخبار میں شائع کیا۔ اور پھر ۲۶ مئی تک بڑھائی۔ جسدن تک کہ اور اخبارات نے بھی ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء کا خاص دن شائع کر لیا اور ۲۱ ساون ۱۹۶۵ء والے مقررہ دن سے [illegible] پہلے مسیح کو اپنی طرف بلا لیا جتنے سال کی کہ مسیح کی عمر مقرر تھی۔ اتنے [illegible]۔ تاکہ یہ تیسری پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو۔ انہی تینوں پیشگوئیوں کی صراحت حضرت اقدس امام ہمام کے الہام مندرجہ الوصیۃ صفحہ ۳ میں ہے جو [illegible] بجنسہ نقل کی جاتی ہے۔

"بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اُس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا"

[illegible] یہ ہوگا یہ ہوگا۔ اسی عبدالحکیم کی تینوں پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔ والحمدللّٰہ علی ذالک۔

مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں لاکھ لاکھ سجدات شکر بجا لانے چاہئیں۔ جس نے عبدالحکیم مرتد کو جو مفتری [illegible] تھا۔ جھوٹا اور ذلیل کیا۔ اور ایسا جھوٹا اور ذلیل کیا کہ وہ اب فنا ہو گیا ہے اور ہلاک ہو گیا ہے۔ اور اب اس کا تمام تار و پود بکھر گیا ہے اور اس کی وہمیوں اور حکمت عملیوں اور شرارتوں کا شیرازہ اُکھڑ گیا ہے۔ اور ایسا فنا ہوا ہے۔ کہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتا۔

چند روز ہوئے۔ ایک اسی نام کے مولوی فاضل جو اگرچہ مرزا صاحب کے برخلاف تھے۔ مجھ سے ملے اور انہوں نے کہا کہ میں عبدالحکیم کی پیشگوئی کو اگر پوری بھی ہو جاتی۔ تو ہیچ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عبدالحکیم ملہم اور مقدس انسان نہیں ہے۔

[illegible] مرزا صاحب پر کسی امر کی اپنی تہذیب کے [illegible]
اعتراض ہو [illegible] تو [illegible] عبد الحکیم کے [illegible] الہامات
[illegible] ایسی شرارت [illegible] شرارت تہی۔ کہ ان کا ایک ایک
[illegible] صریح طور پر [illegible] اور ان کی شرارت خود
[illegible] اور عبد الحکیم خدا سے قدر
[illegible] کہ اوس نے بجائے اس کے
[illegible] سے نادم ہوتا اور اپنے
[illegible] رسالہ اعلان الحق [illegible]
[illegible] کی بجائے [illegible]
[illegible] لفظ کو کہ [illegible] پر لفظ
[illegible] تک کیا کرتا ہے
[illegible] مطبع [illegible] کاتب کی غلطی ہے
[illegible] ایک شرارت [illegible]
[illegible] دو پیشگوئیوں میں تک تہا
[illegible] میں جو [illegible] اوس نے
رسالہ اعلان الحق [illegible] لفظ کو کا ذکر ہی نہیں
[illegible] رسالہ [illegible] اعلان الحق [illegible]
[illegible]

[illegible] احمدی جماعت
[illegible] اپنی جماعت
[illegible] اوسکو کسی [illegible]
[illegible]

[illegible] رفت جز دریے مصطفیٰ
[illegible] اگر یہ حالت ہلاکت کی حالت نہیں ہے تو کیا ہے۔
عبد الحکیم کو شرم اور شرافت ملحوظ ہوتی تو اوس ایز
[illegible] تحقیقات سے منحرف ہوتے ہوئے کم از کم
[illegible] تہا کہ وہ اپنی کسی [illegible] کو پاک
[illegible] پیش نہیں کرونگا اور [illegible] ایسی ہی
بات کا خیال نہیں آیا تہا تو اوسکو اعلیحضرت خلیفۃ المسیح
[illegible] نور الدین صاحب مدظلہم ابداً سے جو کچھ اوسکی گذشتہ
[illegible] اوس سے عبرت
[illegible] پچیس سال کی
[illegible] خود اپنے ہاتھ سے
خاک میں ملا رہا ہے [illegible] عداوت اور تعصب
[illegible]

سونے پر آلہ ہے۔ کہ دیتا ہے اور دوسروں کو سنوانا
چاہتا ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!
اور پھر اس پر طرہ یہ کہ علانیہ جھوٹ اور صریح جھوٹ اور بڑی
جھوٹ کہتا ہے۔ اور ذرا شرم نہیں کرتا۔

بندہ احمد الدین عفی اللہ عنہ اپیل نویس گجرانوالہ
۱۷ جون ۱۹۰۸ء

ہم قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائینگے

ذیل کی نظم ہمارے دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب
اکمل نے اپنے بستے میں سے نکالکر آج ہمیں دی ہے
کہ اسکو درج اخبار کر دیا جاوے۔ اسجگہ نظم کے کمال کا کچھ ذکر کرنے
کی بجائے میں ناظرین کو اپنے دوست اکمل کے تمہیدی
نوٹ کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ ہمارے مخالف جو اپنی پریشان
اور پراگندہ حالتوں پر دوسروں کا قیاس کرکے ہمارے
متعلق نادانی سے خیال کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی وفات
اس جمعیت کے متفرق ہونیکا موجب ہوگی وہ ذیل کی نظم
میں سے عاشقان مسیح موعود کے دلوں کی حالت کا اندازہ
[illegible] یہ قوم متفرق ہونیوالی ہے۔

ایک مہاجر کی آرزو

ہر ایک انسان جس کے پہلو میں دل اور دل میں مادہ محبت ہو
وہ خوب جانتا ہے کہ بعض اوقات قلب پر ایک خاص
کیفیت طاری ہوتی ہے سو ایسی حالت جب کبھی نیاز مند
اکمل پر طاری ہوئی تو وہ یا تو اشعار کی صورت میں ظاہر ہوئی
ہے یا کسی مضمون کے رنگ میں یا دعا بن کر۔ ان واقعات
کی لکھی ہوئیں بعض نظمیں اور مضمون میرے پاس موجود
ہیں جنھیں میں نے چھپوانے کیطرف توجہ نہیں کی
مندرجہ ذیل نظم بھی انہی نظموں میں سے ایک نظم ہے جو
آجکل اس بات کا جواب ہو سکتی ہے جو ہمارے مخالف
کہہ رہے ہیں کہ اب مرزا صاحب فوت ہو چکے تو ان
کے حضور میں رہنے والے بھی آہستہ آہستہ چل دینگے وہ
سنیں کہ قادیان کا ہر ایک مہاجر کیا کہتا ہے۔

ہم قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائیں گے
کوچے میں اپنے یار کے دھونی رمائینگے

پروانہ وار جان ہی کر دینگے ہم نثار
لو اپنی شمع حسن سے ایسی لگائیں گے

رہنے دو یہ تمیز مرے کام کا نہیں۔
ہم اس کی گرد راہ کا سرمہ بنائیں گے

اے عندلیب پھول رہی ہے تو پھول پر
ہم تجھ کو اپنا پھول کسی دن دکھائینگے

پہلے کہیں سے جا کے جگر تھام تو سکھ
پھر اپنی داستان تجھے ہم سنائینگے

سینے کے زخم سینے کی حاجت تو در کنار
ان پر نمک چھڑک کے مزے ہم اڑائینگے

دار الامان کی خاک کو ترجیح دینگے ہم
آب حیات خضر بھی گو مفت پائینگے

جسپر کبھی زوال کی راتیں نہ آتی ہوں
اس چودھویں کے چاند سے ہم دل لگائینگے

مشتاق دید دیدہ و دل فرش راہ ہیں۔
یارب ہمارے پاس وہ کسوقت آئینگے

آتی ہے یہ صدا لب جاں بخش سے ترے
ہم مردگان قوم کو قم سے جلائینگے

پھر آگیا بہار پہ موسم بہار کی
زخم جگر کو پھول کے ہم گل کھلائینگے

جان جاتی ہے تو جائے یہ پروا نہیں ہمیں
جو قول کر چکے ہیں اوسے ہم نبھائینگے

یہ سر ہے اپنا اور ترا سنگ آستان
اٹھ جائینگے جہان سے یا اسکو اٹھائینگے

تیری ہوا میں اڑتے ہیں جو طائران دل
وہ آشیانہ عرش پہ اپنا بنائینگے

اس کوچہ کی گدائی ہی اکمل قبول ہے
ہم قادیان کو چھوڑ کے ہرگز نہ جائینگے۔ (محمد ظہور الدین اکمل)

خریداران ریویو کو اطلاع

چونکہ رسالہ اس دفعہ بسبب ایک ضروری مضمون کے جو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر لکھا گیا ہے
بڑا ہو گیا ہے اسلئے غالباً وقت پر شائع نہ ہو سکیگا۔ اور
شاید چار پانچ روز کا توقف ہو جائے تفسیر القرآن اسی وجہ سے
وقت پر شائع نہ ہو سکے گی۔ اور اس میں قریباً آٹھ
دس دن کی دیر ہو جاویگی۔

مینیجر
ریویو آف ریلیجنز

ڈائری

الذکر الطیب

(منقول از الحکم)

لاہور ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء ۔ قبل ظہر ۔ فرمایا۔

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر سکنے والے ہوں [illegible] علمیت کا زبانی [illegible] کسی کام کا نہیں ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہکر یا کم از کم ہماری کتابوں سے [illegible] مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہونچی ہوئی ہو

البتہ شیخ غلام احمد اس کام کیواسطے اچھا آدمی معلوم ہوا ہے اوس کی کلام میں ہی تاثیر ہے اور اخلاص و محبت سے اوس نے اپنے اوپر اس شدت گرمی میں اتنا وسیع دورہ کر نیکا بوجھ اوٹھایا ہے۔ کچھ خدا کی حکمت ہے کہ لوگ اس کا کلام سننے کے واسطے جمع ہی ہو جایا کرتے ہیں ایک جگہ اوس کو پتھر بہی پڑے ۔ مگر خدا کی قدرت سے وہ پتھر بجائے اس کے کسی دوسرے کو لگا۔ اور وہ زخمی ہوا ۔ تبلیغ سلسلہ کیواسطے ایسے آدمیوں کے وجود کی ضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں ۔ کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بہی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تہے یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بہی صحابہ میں سے کوئی شخص پہونچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے ۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم اون کو پورے پورے اختیارات بہی نہیں دے سکتے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایسے قانع اور جفاکش تہے ۔ کہ بعض اوقات صرف زیتون کے پتوں پر ہی گذارہ کر لیتے۔

بہت ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بے خبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر ہی نہیں میرے نزدیک یہ مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اول سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے اصل چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں ۔ جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنیوالے ہوں ۔ جب سلسلہ کی ضروریات مثل لنگر وغیرہ ہی پوری نہیں ہوتیں تو اور کاموں میں بہت توجہ کرنی بہی بیفائدہ ہے ۔ اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو ملک لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر دیویں [illegible] بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جا سکتی ہے ۔

[illegible] مسٹر ریگ [illegible] نامی ہے [illegible] کو ہمیں قبل ازیں بذریعہ [illegible] بطور سوال و جواب شائع ہو چکا ہوں ۔ ان کے متعلق حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ دیکھو وہ ہمارے پاس آیا ۔ تو آخر کچھ نہ کچھ تو تبادلہ خیالات کر ہی گیا۔

اس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب جن کو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لو اور دہت لگی ہوئی ہے اور بہت کم ایسے مقام ولایت میں ہوں گے جہاں کے محقق انگریزوں اور اخبارات کے ایڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پاکر اونہوں نے ان معاملات میں خط و کتابت نہ کی ہو اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تبلیغ اون کو نہ کی ہو۔

امریکہ کے ڈوئی کی حسرتناک تباہی اور لندن کے پگٹ کی مایوسانہ نامرادی بہی حضرت مفتی صاحب ممدوح ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں اونہوں نے جس طرح ڈوئی اور پگٹ کا بیڑا غرق کر دیا۔ اسی طرح کئی سعید روحوں کیواسطے باعث ہدایت بہی آپ ہی ہوئے اور آپ ہی کی سچی مخلصانہ کوششیں اور جوش تبلیغ حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریزوں اور لیڈیوں نے حضرت اقدس کی صداقت کو مان لیا اور اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی ۔ غرض مفتی صاحب موصوف کسی تعریف کے محتاج نہیں ۔ ساری احمدی دنیا ان کے نام نامی سے واقف اور ان کے اخلاص صدق و صفا سے آگاہ ہے

یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے یہ بہی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی ۔ کہ حضور اس کے خیالات میں حضور کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا ہے ۔

چنانچہ

پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچروں میں اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکہاتا اور کبھی مسیح کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تہا ۔ تو یہ کہا کرتا تہا ۔ کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہوں کے بدلے میں ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو کر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا ۔

مگر

اب کے [illegible] ملاقات کی وجہ سے لیکچر دیا تو مسیح کی [illegible] تصویر دکہاتے ہوئے [illegible] یہ الفاظ کہے کہ [illegible] تصویر [illegible] عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہو سکتی ہے سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی ایک ہستی ہے جو خدا ہے ۔ پہلے اپنے لیکچر میں بیان کیا کرتا تہا ۔ کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنےٰ درجہ حالت سے بندر اور پہر بندر سے ترقی پاکر انسان بنا ۔ مگر اس دفعہ کے لیکچر میں اس نے صاف اقرار کیا ۔ کہ یہ ڈارون کا قول ہے ۔ اگرچہ اس قابل نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جاوے بلکہ انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے ۔ غرضیکہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے اور وہ حضور کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے اور ان خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے ۔

پہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصل تقریر کی طرف رجوع کیا اور فرمایا ۔ کہ ابہی ایسے لمبے سفروں کی چنداں ضرورت نہیں ۔ کہ ممالک یورپ اور امریکہ میں جاویں ۔ بلکہ ابہی تو خود ہندوستان ہی اس بات کا ازبس محتاج ہے

تو کارِ زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے ۔ جو اون کی زبان سے بخوبی واقف ہوں اور اون کے طرز بیان اور خیالات سے خوب آگاہ ۔ سفر کے شدائد اوٹھا سکیں اور اون کی صحت کی حالت بہی بہت اچھی ہو۔

بصورت موجودہ یہ کام ہی بہت بڑا بہاری ہے کہ چند ایسے آدمی ہوں ۔ کہ وہ اسی ملک میں اچھی طرح سے گاؤں گاؤں پہر کر لوگوں کو ہماری بعثت کی اطلاع دے دیں ۔

کسی لیکچر کے متعلق ذکر تہا ۔ کہ اونہوں نے اپنے لیکچر میں بیان کیا ۔ کہ " اسلام بذریعہ اخلاق کے پہیلا ہے

نہ تلوار سے۔ جنہوں نے اپنے اخلاق کریمہ کی وجہ سے دنیا میں اسلام کو پھیلایا ہے۔ وغیرہ۔ مگر موجودہ زمانہ کے متعلق بجز خاموشی کچھ پیش نہیں کرسکتے۔ فرمایا۔ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ اون اولیاء اور بزرگون کو اس موجودہ زمانہ سے تعلق ہی کیا وہ اپنے وقت پر آئے اور اپنا کام کرکے چلے گئے اب زمانہ موجودہ مین ہی کسی مجدد یا خادم دین کی ضرورت ہے یا کہ بخیال ان کے یہ زمانہ دجالون ہی کے آنے کا زمانہ ہے؟ ضرورت کا احساس تو دلون مین موجود ہے حالات موجودہ پکار پکار کر کہہ رہے ہین۔ کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے چنانچہ آج ہی پیسہ اخبار مین ایک انگریز کا مضمون تھا اس نے کسی جگہ پر اپنے لیکچر مین بیان کیا۔ کہ زمانہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائیون اور یہودیون کو اتفاق کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ مسلمان یہودی اور نصرانی سب کے سب بلا امتیاز انسانی گروہ مین اتحاد و اتفاق دیکھنے کے مشتاق ہین اور مہدی موعود کے آنے کا انتظار دیکھ رہے ہین جو کہ دیر یا سویر عالم وجود مین آکر تمام انسانون مین یگانگت کا رشتہ قائم کرے گا مین اس مہدی کے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ رکھتا ہون کہ وہ اہل قلم مین سے ہوگا۔ اور اسی زبردست آلہ کے ذریعہ سے اقوام عالم کے دلون مین یگانگت ہوسکیگا۔

پیسہ اخبار ۲۲- مئی ۱۹۰۸ء

غرض اس امر کا احساس تو ہر ملک و ملت کے لوگون مین پایا جاتا ہے مگر چاہیئے تھا۔ کہ ضرورت کے مطابق کوئی پیدا بھی ہوتا۔ اور وہ اسلام کا نور اور برکات دکھا کر زندہ معجزات سے اسلام کے فیوض اور زندگی کا ثبوت دیتا۔ نہ یہ کہ اس زمانہ پر پہونچکر خاموشی اختیار کی جاتی اور کہا جاتا۔ کہ اب اسلام زندہ نہین بلکہ مُردہ ہے اور کوئی ولی یا بزرگ موجود نہین جو نشانات دکھا کر اسلام کی زندگی کا ثبوت دے۔ مانا کہ اخلاق فاضلہ بھی کسی مذہب کی صداقت کی کسی قدر دلیل ہوسکتے ہین اور ان کا بھی کسی قدر اثر بیرونی لوگون پر ہوتا ہے۔ مگر صرف اخلاق فاضلہ ہی حقیقی اور زندہ ایمان نہین دے سکتے۔ بلکہ وہ درجہ ایمان جو انسان کو خدا تعالےٰ پر کامل ایمان عطا کرتا ہے اور گناہ سوز زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ صرف خدا کے اپنے تازہ نشانون سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو وہ اپنے مامورون کی معرفت دنیا مین ظاہر کرتا ہے۔

فرمایا

موجودہ صورت مین تو بہ نسبت مسلمانون کے ہمین ہندوؤن سے زیادہ امید نظر آتی ہے کیونکہ وہ تعلیم کی ترقی کی وجہ سے اور کچھ تجربہ کی وجہ سے بہت کچھ سمجھ گئے ہین۔ ہمارا تو خود کبھی بھی یہ منشا نہین کہ لوگون کے مسلمہ بزرگون کو گالیان دیجاوین یا ان کی عزت نہ کی جاوے اور اسی طرح ہم ان سے بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ لوگ بھی ایسا ہی کرین خواہ ایمان نہ لاوین مگر ان کو بُرا بھی نہ کہین اور کہدین کہ سچا ملنتے ہین

یہ موجودہ زمانہ مین جھوٹ اور نفاق کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کو بند کردین۔ اور بالکل ممانعت کردین کہ باہم ایک دوسرے مذہب کی مخالفت مین ہتک آمیز کلمات اور کتابین بالکل بند کردی جاوین اور چھاپے ہی نہ جاوین اور ایک ایسی ہوا چل جائے۔ کہ آپس مین محبت ہو اور اتفاق بڑھے جس طرح سے ایک ہوا پہلے چل گئی تھی۔ کہ بچہ بچہ ہی اسلام سے متنفر تھا اس طرح کی ایک ایسی ہوا چل جاوے۔ کہ باہمی اخوت اور اتحاد بڑھے اور نفاق اور بغض و تعصب دلون سے نکل جاوے

فرمایا

قاعدہ کی بات ہے انسان کو ایک مخفی امر پر جتنا اعتقاد ہوتا ہے اس پر اتنا اعتقاد نہین رہتا۔ جب وہ ظاہر ہوکر سامنے آجاوے۔ مثلاً ان ہندوؤن کی دیوی دیوتا جتنے بھی ہین اور ان پر ان کو کامل اعتقاد ہے۔ اگر وہ اون کے روبرو آجاوین تو اون لوگون کے دلون مین ہرگز ان کی اتنی وقعت نہ رہے۔ یہ نبیون ہی کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی شکل بھی دکھا دیتے ہین اور اپنی عظمت بھی دلون مین جما قائم کرجاتے ہین۔ مسیح جن کو آجکل لوگ خدا مانتے ہین اگر وہ یہان آجاوین اور لوگون کے حلقون مین بیٹھین تو ممکن نہین۔ کہ ان کی بڑائی خدائی کی عظمت بھی لوگون کے دلون مین رہ سکے۔ چہ جائیکہ وہ کچھ اور خدائی کا دعویٰ بیٹھا سکین کیونکہ لوگون نے جس خیال سے اون کو خدا تسلیم کیا ہوا ہے ظاہر ہوجانے پر اون مین وہ باتین نہ پاکر ضرور ہے کہ انکار کردین۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انسان جب کسی خاص شخص کے متعلق کوئی اعتقاد پیدا کرتا ہے تو ساتھ ہی اوس کی ایک خیالی تصویر بھی اوس کے ذہن مین آجاتی ہے۔ جبتک وہ اس کی نظرون سے غائب تھی جب تک تو خیر مگر جب وہ شخص یا چیز اس کے سامنے آجاتی ہے اور انسان اس کو اپنے خیالی بُت یا تصویر کے خلاف پاتا ہے تو اس کے دل سے اس کی عظمت اٹھ جاتی ہے یا کم از کم وہ عزت نہین رہتی چنانچہ یہی حال ان لوگون کے مصنوعی خدا کا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ اصل مین وہ شخص اون کے دل کی خیالی تصویر کے مطابق نہین ہوتا۔ جو کچھ اونہون نے سمجھا ہوتا ہے وہ نہین بلکہ کچھ اور ہی پاتے ہین۔ تو بد اعتقاد اور بدظن ہوجاتے ہین۔ اور اصل مین یہ دہین ہوتا ہے۔ یہان ایسے امور مین اول غلو سے کام لیا جاوے۔ مگر انبیاء الٰہی ذات اقدس وجود ہوتے ہین۔ کہ وہ اپنا وجود دکھا کر اپنی عظمت قائم کرتے ہین۔

۲۴- مئی ۱۹۰۸ء قبل عصر

۲۳- مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر چند ہندو مستورات حضرۃ امام الزمان مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے در دولت پر آئین اور بیان کیا کہ ہم مہاراج کے درشن کے واسطے آئی ہین۔ حضور علیہ السلام کی خدمت مین اطلاع کیگئی۔ چنانچہ آپ نے نہایت لطف اور مہربانی سے اونکو اجازت دی اور وہ گھر مین جاکر حضور کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ حضرت اقدس ؑ چونکہ اون دنون مضمون رسالہ پیغام صلح کے لکھنے مین مصروف تھے تہوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اب درشن ہوگئے اب تم جاؤ۔ مگر انہوں نے عرض کی۔ کہ ہمکو آپ کوئی وعظ سناوین ہم اسیواسطے حاضر خدمت ہوئی ہین چنانچہ آپ ؑ نے اون کے اصرار اور اخلاص کیوجہ سے اونکو یون مخاطب کیا۔ (جو کہ آپ نے ۲۴ مئی کو قبل عصر بیان فرمایا۔)

فرمایا

اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگون مین اگر دو ایک باتین نہ ہون تو آپ لوگ آریہ وغیرہ لوگون سے سو درجہ بہتر اور اچھے ہو۔ اون مین سے پہلی بات تو یہی ہے۔ کہ خدا کو جو کہ ہمارا تمہارا پیدا کنندہ اور پروردگار ہے۔ اس کو واحد لاشریک جان کر اوس کی عبادت کرو۔ اس کی عبادت مین کسی دوسرے دیوی۔ دیوتا۔ پتھر یا پہاڑ۔ سانپ یا کسی دوسرے ہیبت ناک درندے گنگا مائی یا جمنا کوئی درخت ہو یا نباتات غرض

کوئی بھی بت اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جاوے اور اُسے ایک اکیلا خدا کر کے پوجا کرو۔ یہ جو تم لوگوں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنا رکھے ہیں۔ ان کی کیا ضرورت تھی اور یہ کیوں بنائے گئے ہیں؟

... تنے خدا ہم نے بنائے ہیں اور تو کسی کے بھی نہیں ہیں۔

حضرت اقدس ؑ نے فرمایا۔ کہ اتنا بیان سنکر ان مستورات نے طلب حق کی غرض سے عرض کی کہ یہ بات آپ ہمیں سمجھا دیں۔

اس پر حضرت اقدس ؑ نے فرمایا۔ کہ دیکھو گدا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک۔ تو نرگدا۔ دوسرے خرگدا۔ نرگدا کا تو قاعدہ ہوتا ہے کہ ایک آواز کی اور کسی کے دروازے پر چل دئے۔ کسی نے کچھ دیدیا تو ٹھیک ورنہ خیر۔ بلکہ ایسے لوگوں کو بعض لوگ پیچھے سے آ آ کر بھی خیرات دیتے ہیں اون کا کام صدا کرنا اور آگے بڑھنا ہوتا ہے۔

مگر برخلاف ان کے خرگدا دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک ہی دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں۔ جب تک ان کا سوال پورا نہ کیا جاوے اور آخر ایسے گدا کو ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے۔ یہی حال خدا سے مانگنے والوں کا ہے خدا سے بھی وہی پاتے ہیں جو خرگدا بن کر خدا ہی کے دروازے کے ہو رہتے ہیں اور پکے ہو کر استقلال سے خدا کے حضور سے مانگتے ہیں۔ غیر مستقل اور جلد باز جو جلدی ہی ناامید یا بدظن ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ صدق اور ثبات کے ساتھ خدا کی ذات پر کامل ایمان اور یقین بھی ضروری ہے۔

یہ امر صدق اور اخلاص کے خلاف ہے۔ کہ جلدی ہی خدا سے مایوس ہو کر اوروں کی طرف اپنی حاجت کو لے جانا۔ اور در بدر مارے مارے پھرنا کبھی کسی بت کے حضور میں التجائیں کرنا کبھی کسی دیوتا۔ پتھر۔ پہاڑ جنگل کے درخت یا گنگا مائی کی طرف حاجت کو لے جانا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ایک خدا پر بھروسہ نہیں اور اوس کو ساری حاجتوں کو پورے کرنے والا ہونے پر کامل ایمان نہیں۔ یا جلدی سے تھک کر اُس سے ناامید ہو کر اوروں کی طرف دامن حاجت پھیلانا خرگدائی کے بالکل خلاف ہے ایک چھوڑ کر دوسرا اور دوسرا چھوڑ کر تیسرا خدا بنانا اور اُن سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط راہ ہے بلکہ چاہیئے۔ کہ ایک کو پکڑو اور اوسی سے اپنی ساری حاجتیں چاہو۔ اور وہ سب کا حاجت روا ہے۔ شرط صبر و استقلال

اور ایمان ہے۔

اتنا حصہ سُن کر اونہوں نے عرض کی کہ بات تو ٹھیک ہے مگر حضرت اقدس ؑ کے منشا کو پاکر۔ کہ حضرت اقدس ؑ چلے گئے ہیں۔ کہ چلی جائیں پھر نرمی سے عرض کی کہ ہم دور سے آئی ہیں پنکھا ہلانے کی خواہش ہے۔ اور صرف درشن اور باتیں سُننے کو آئی ہیں۔ اب فرمایئے۔ کہ پرمیشر سے پرارتھنا کیسے کیا کریں؟

فرمایا

پرارتھنا اپنی زبان میں کر لیا کرو۔ یوں کہا کرو کہ اے سچے اور واحد خدا۔ اے کہ تو ساری مخلوق کا پیدا کرنیوالا۔ اور پالنے والا ہے اور سب کے حالات سے واقف ہے تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور ہر ذرہ تیرے تصرف میں ہے تو جو چاہے سو کر سکتا ہے تو ہمیں گناہ اور بھرشٹ زندگی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا۔ ایسا ہو کہ ہم تیری مرضی کے موافق ہو جاویں۔ برائیوں سے ہمیں بچا۔ جہاں ہمارا اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم چاہتی ہیں۔ کہ یہ ہم سے دُور ہو جاویں ان کا تو آپ ہی کوئی علاج فرما۔ ان کا دور کرنا ہماری طاقت سے دُور ہے اور ایسا ہو کہ ہم تیری رضا کی راہوں پر چل کر ہمیشہ کی نجات اور سکھ کی وارث ہو جاویں اور کوئی دکھ ہمارے نزدیک نہ آوے پہلے پاپ کرموں کے پھل سے بچا اور آئندہ نیک کرموں کی توفیق عطا فرما۔

اس طرح سے خدا سے سچے دل سے اور نیک نیتی سے خرگدا کی طرح پکی بن کر اسی سے نہ کسی اور سے دُعا کیا کرو۔ اور سب دیوی دیوتے ترک کر دو۔ آخر اس طرح کی سچی تڑپ اور دُعا سے ایسا دن آ جاویگا کہ طلوع کے سب گند دھوئے جائینگے اور شانتی اور سکھ کی زندگی شروع ہو جاوے گی۔ فقط

فرمایا

ان عورتوں کی حالت سے ٹپکتا تھا کہ شریف اور مخلص عورتیں تھیں۔ لاہور جیسے شہر میں ایسی شریف اور نیک عورتوں کا وجود غنیمت ہے۔

فقط۔

صدائے اکمل

مختلف اخباروں میں مختلف مذاق و قلم و فضل خیالات کے اصحاب احمدیوں کے بابت میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس پر جو میرے قلب کی کیفیت ہے میں اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ کوئی ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ اب میرزا کے دعاوی اون کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو جائیں گے۔ سچ ہے المرء یقیس علی نفسہ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ یہ بالکل بھول گئے کہ قوت ایمانیہ اور جوش، اخلاص و ثبات مومنہ کس چیز کا نام ہے۔ اٹر دکن کے رہنے والے یورپ پچھم کے رہنے والے سُن رکھیں اور کان کھول کر سُن لیویں۔ کہ انشاءاللہ تعالیٰ احمدیوں کا قدم جو خدا کی پاک جماعت کا قدم ہے اس مینار بلند پر مستحکم پڑ گیا ہے۔ جہاں تمہاری دھوکہ دہی کے تیر ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ تم یوں خواہ مخواہ اوپر خاک پھینک کر اپنے مونہہ پر ڈالتے ہو۔ اگر عرب سے ایک آواز نکلی تھی۔ کہ آج شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا۔ کہ جزیرہ عرب میں اس کی فرمانبرداری کی جاوے تو یہاں سے بھی یہی آواز نکل رہی ہے۔ آج دنیا کے تمام مذاہب اس بات سے مایوس ہو جاویں۔ کہ احمدی ان میں پھر داخل ہوں گے۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

کیا وہ جو مصفّٰی چشمے کا پانی پی چکے ہیں۔ تم انہیں کیچڑ سنڈاس پھر لے جانا چاہتے ہو۔ جہاں سے پانی پینا تو درکنار گھڑے ہونا ہی مشکل ہے۔ کیا وہ جو جنات نعیم میں رہتے ہیں۔ تم انہیں اس جنگل میں لے جانا چاہتے ہو۔ جہاں اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ کی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں۔ دیکھو تم خوب کان کھول کر سُن لو۔ کہ احمدی انشاءاللہ تعالیٰ جاذب ہیں۔ اور راکب ہیں۔ وہ ایک دنیا کو اپنی مقناطیسی قوت قدسیہ سے انشاءاللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچیں گے۔ یہ تو تمہاری طرف کھنچے کھنچے نہ جائیں گے۔ وہ انسان پرست نہیں بلکہ خدا پرست ہیں۔ کسی انسان کی موت ان کو طریق حق سے ڈگمگا نہیں سکتی۔

سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ مسیحؑ واسطہ و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے۔ وہ اکثر انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہے۔ وہ واقعی بروز مصطفیٰ ہے۔ وہ